ادارہ

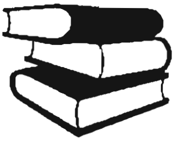

تعارف وتبصرہ کتب

نام کتاب: مشاہیر بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ وشیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

تالیف وترتیب وتوضیح الحواشی: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم

ضخامت: 7 جلدیں ناشر: مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

تبصرہ نگار: مولانا احسان الرحمٰن عثمانی فرزند مولانا مفتی غلام الرحمٰن، مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور

خط وکتابت اگر ایک طرف مرسل اور مرسل علیہ کے احوال بتانے اور دریافت کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے تو دوسری طرف نفسیات اور محرکات کا نبض شناس بھی ہے، اور لکھے ہوئے سطور سے ذہنی سوچ اور نظریہ کی مکمل عکاسی اور ترجمانی ہوتی ہے۔ یہی مسودہ اگر ایک زاویے پر فاصلوں کو مٹا رہا ہے اور دوریوں کو سمیٹ کر نصف ملاقات کا سبب بنتا ہے تو دوسرے زاویے پر وہ ثبت شدہ نقوش بھی ہیں جو کہ طرفین کی زندگی کے بعد بھی گہرے اثرات مرتب کرنے اور عظمتوں کے دریچے کھولنے کا باعث ہیں۔

میرے سامنے اس تناظر اور اس مصداق کا حامل ''مشاہیر'' کے نام سے خطوط کا وہ وقیع اور عمیق علمی مجموعہ ہے جس کا اپنا عنوان ہی معنوں کی وضاحت ہے۔ مشاہیر کی فہرست میں اگر ایک طرف حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ اور ان کے مشن کے علمی اور عملی جانشین، فرزند ارجمند وترجمان حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کے شیوخ عظام، اساتذہ کرام، تلامذہ اور مذہب ودین کے غیور دردمندوں کے نام درج ہیں تو دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر عظیم دانشور، مفکرین ملت، زعماء اور عمائدین قوم وملت اور مختلف مکاتب فکر سے وابستہ شخصیات کی بھی جم غفیر ہے، جنہوں نے وقت اور ماحول کے تقاضوں کے مطابق حضرت مؤلف کے والد گرامی اور خود ان سے خط وکتابت کے ذریعے اپنے خیالات وآراء کا تبادلہ کیا ہے، اور جابجا مختلف تحریکوں کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر قوم کے سامنے رکھا ہے۔ ان میں بیشتر حضرات تو وہ بھی ہیں جن کی آراء دیگر ذرائع سے منصۂ شہود پر موجود ہیں۔ مگر بہت سارے ایسے بھی ہیں جن کے احساسات کا درست اندازہ 'مشاہیر' کی بدولت امت کو مل رہا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ضخیم جلدوں کی ترتیب وتالیف، عنوانات وحواشی مرتب کرتے وقت حضرت کو کن کن صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا ہوگا، اور اس سے بڑھ کر سب سے زیادہ مشقت کا باعث یہ ہے کہ پونے صدی پہلے کے خطوط کو ہر قسم کے دیمک سے حفاظت میں رکھنا اور آج ان کو پذیرائی دینا 'کارے دارد'۔ اس جان توڑ محنت سے اگر ایک

طرف حضرت مؤلف کی علم دوستی، قلم وکتاب سے گہری مناسبت اور طویل عرصے سے رشتے کا ثبوت ملتا ہے تو دوسری طرف یہ اعلیٰ وسعت ظرفی، بلند پایہ اخلاق اور اصاغر نوازی کا بھی بہت بڑا مظاہرہ ہے کہ اپنے بیشتر شاگردوں اور تلامذہ کے ہر خط کو بھی مدتوں تک ضائع نہیں کیا ہے بلکہ جواب مرحمت فرمانے کے بعد اسے اپنی فائل میں جگہ دے کر ان کو عزت بخشی ہے اور آج شاگرد جن کے قوت حافظہ سے بھی شاید وہ سطور محو ہو چکے تھے مگر حضرت مدظلہ العالی نے محفوظ کر کے جب فراہم کیا تو شاگرد پڑھ کر بے ساختہ مزید عظمت کا گرویدہ بن گیا۔

مشاہیر کے اس حسین گلستان کا ہر پھول مہکتا اور سرسبز وشاداب ہے، یہ صرف اور صرف خطوط نہیں بلکہ پون صدی کی عہد ساز تاریخ کا قصہ اور عبرت انگیز داستان ہے۔ جنہیں پڑھ کر برصغیر پاک وہند اور مسلم دنیا کی علمی سیاسی، ثقافتی اور تہذیبی، قرینوں اور کارناموں کے درخشاں باب کا حقیقی علم اور بصیرت حاصل ہوتا ہے۔ شاید خطوط کے نام سے منسوب اس مجموعے کو کوئی اکتاہٹ کا سلسلہ محسوس کرے مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت مؤلف نے جس عجیب اور لطیف پیرائے میں اپنے علمی ذوق سے ان خطوط کا پس منظر اور ان شخصیات کے علم وفضل پر مختصر اور ایسے پرمغز حاشیئے تحریر کیے ہیں کہ قاری اس ادبی چاشنی اور فن پاروں سے کسی جگہ رکنے کا نام نہیں لیتا۔ بلکہ سب کچھ ایک ہی مجلس میں حاصل کرنے کی لگن رکھتا ہے۔

یہی علمی ذخیرہ قومی وملی خدمات کے لیے ایک دستور العمل، طریقہ کار کی وضاحت اور تجربات سے استفادہ کا ذریعہ ہے، اور اس سلسلے میں ہر نئے موڑ پر نقل وحرکت میں انقلاب، سلف واکابر پر اعتماد، جہد مسلسل کی شاہراہ پر مشتمل فکر وعمل میں مثبت آبیاری اور امت کی فکری وحدت میں ایک سنگ میل کا وسیلہ ہے۔ حضرت مؤلف نے جہاں 'مشاہیر' کے نام سے علمی دنیا میں ایک نمایاں اور وقیع اضافہ کیا ہے وہاں اس اضافے کے ساتھ ارباب قلم کو نئے رخ اور اسلامی تہذیب وثقافت کے دریچوں کو متعارف کرانے، اور نئی نسل کے لیے اسلاف واکابر سے رشتہ جوڑنے کی بھی مستقل دعوت فکر دی ہے، اور خاص کر عصر حاضر کے حوالے سے جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی نے اگر ایک طرف زندگی کے بیشتر سہولیات مہیا کیے تو بہت سی علمی وادبی دولتوں سے گنوانے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آج کا نوجوان طبقہ خط کتابت، ادب اور مضمون نویسی کی دنیا سے کوسوں دور چلا گیا ہے اور علمی لحاظ سے انحطاط کا سماں بندھا ہوا ہے، موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے صرف غیر سنجیدہ مواد کے ساتھ تفریحی کھیل میں مشغول ہیں اور سلف واکابر کے علم ودانش کے درس فراموش کر چکے ہیں۔ انشاء اللہ ''مشاہیر'' کا یہ کارنامہ آنے والی نسل میں ایک بار پھر علمی، ادبی اور قلم کی دنیا کو احیاء اور نشاط ثانیہ کا باعث ہوگا۔ حق تعالیٰ حضرت مؤلف کا سایہ عاطفت علمی حلقے پر تادیر سلامتی کے ساتھ قائم ودائم رکھے اور آپ کے علمی خاندان کے ہر چشم وچراغ کو ''دانش گاہ الحق'' کا حقیقی وارث بنادے۔　　　ایں دعا از من واز جانب جہاں آمین باد

(بشکریہ ماہنامہ ''العصر'')